تقسیمِ میراث

سید شوکت علی

کسی شخص کے انتقال کی صورت میں اس کے چھوڑے ہوئے مال اور جائداد کی تقسیم کا مسئلہ نہایت اہم ہے۔ اکثر لوگ ایسے مواقع پر تقسیم ترکہ و میراث کے سلسلہ میں اہلِ علم سے رجوع کرتے ہیں اور شرعی طریقہ کار کے مطابق میراث تقسیم کرنے کے خواہاں ہوتے ہیں۔ ہم نے عوام کی آسانی کے پیشِ نظر ترکہ / میراث کی تقسیم کے اصولوں پر مبنی ایک مفصل مضمون قسط وار شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ مضمون نگار جناب سید شوکت علی نے میراث کے مسائل کو آسان زبان میں بیان کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ امید ہے قارئین اس مضمون سے مستفید ہوں گے۔

اس مضمون میں اہلِ علم کہیں اصلاح کی ضرورت محسوس فرمائیں تو اصلاحی تحریر سے مجلس ادارت کو سرفراز فرمائیں جسے شکریہ کے ساتھ شائع کیا جائے گا۔ (انشاءاللہ) ادارہ

اسلام کا اقتصادی نظام نہ تو فرد کی ملکیت کو ختم کرتا ہے اور نہ اس کا موقع دیتا ہے کہ دولت سمٹ سکے جائز اور حلال طریقہ سے دولت پیدا کرنے کی پابندی، دولت کو خرچ کرنے کی حدود، حقوق العباد کی ادائیگی، زکوٰۃ و صدقات کا التزام اور تقسیم میراث وہ توازن

قائم کرتے ہیں جو دولت کی صحیح تقسیم کے لیے ضروری ہے۔ تقسیم میراث ہی کے اصولوں کو لیجئے، ان کی پابندی کرنے سے ہر فرد کی موت پر اس کا ترکہ متعدد افراد پر تقسیم ہو جاتا ہے اور دولت گردش کرتی رہتی ہے۔ یہ اصول اسلام میں ایک مستقل فن اور علم کی حیثیت رکھتا ہے جس کو "علم الفرائض" کہتے ہیں۔ ان اصولوں کی اہمیت کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے بخوبی ہو سکتا ہے کہ:

"اے لوگو! علم الفرائض خود بھی سیکھو اور دوسروں کو بھی سکھاؤ کہ وہ نصف علم ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اس فن کو "نصف علم" فرمایا اور ہم مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ ہم نے جس طرح اسلام کے بہت سے احکام کو پسِ پشت ڈال دیا ہے اُس سے کہیں زیادہ بے توجہی اس "نصف علم" کے ساتھ کر رہے ہیں۔ کوئی مقامی رواج کی پناہ ڈھونڈ کر اور کوئی مصلحتوں اور ضروریات کی آڑ لے کر ان احکام کی خلاف ورزی کرتا ہے کبھی دانستہ اور کبھی نادانستہ۔ نتیجہ یہ ہے کہ صدیوں سے تقسیم میراث کے احکام کی نافرمانی ہو رہی ہے۔ کہیں لڑکیوں اور بہنوں کے حصے غصب کر لیے جاتے ہیں، کہیں نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر رحم دل بننے کی کوشش میں ان وارثوں کے حصے بھی مقرر کیے جاتے ہیں جنہیں شریعت نے محجوب قرار دیا ہے اور اب حال یہ ہے کہ یہ علم ہی مسلمانوں سے گم سا ہو گیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشین گوئی سچی ثابت ہو رہی ہے کہ:

"سب سے پہلے جو علم میری امت سے اُٹھا لیا جائے گا وہ علم الفرائض ہے۔"

اس علم سے آج کے مسلمانوں کی عدم واقفیت کا سب سے بڑا سبب تو ہماری لاپرواہی اور بے توجہی ہے لیکن ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس علم پر اردو میں عام فہم اور سلیس زبان میں لکھی ہوئی کتابوں کی کمی ہے۔ عربی زبان میں تو علماء سلف رحمھم اللہ تعالیٰ نے تقریباً ستر مستقل کتابیں. جن میں چالیس کے قریب اصل کتابیں، چوبیس شروح اور

پانچ چھ حواشی شامل ہیں لکھ کر اس علم کی اشاعت کا سامان کر دیا اور اس کے بعد بھی وقتاً فوقتاً کتابیں لکھی گئیں۔ لیکن عربی نہ جاننے کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند کے مسلمان ان گراں قدر تصنیفات سے استفادہ نہ کر سکے۔ ہماری اپنی زبان میں جو کتابیں ملتی ہیں یا تو ان کی زبان اور اسلوب بیان نیز طرز طباعت موجودہ تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے نامانوس سا ہے یا ان میں جدید حسابی قاعدوں کا استعمال نہیں کیا گیا ہے اور پرانے طریقے میں یہ نئے لوگ اُلجھ کر رہ جاتے ہیں۔

اسی ضرورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی کم علمی کے باوجود اللہ تعالیٰ سے اس توفیق کا طالب ہوا کہ ایک مضمون سلیس اردو میں جدید حسابی قاعدوں کے مطابق مرتب کر سکوں۔

ترتیب میں زبان عام فہم اور سلیس استعمال کی گئی ہے۔ جو طلبہ، کم تعلیم یافتہ لوگ اور عام مسلمان سب ہی بآسانی سمجھ سکیں۔ سوالات حل کرنے کے لیے جو قاعدہ استعمال کیا گیا ہے نہایت آسان ہے جو کسور عام اور نسبتی تقسیم جاننے والوں کی سمجھ میں بآسانی آسکتا ہے۔ اس قاعدے کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے استعمال سے ''تصحیح'' کے پرانے قاعدے کی جس میں اکثر لوگوں کو دقت محسوس ہوتی ہے کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ نیز ''عول'' کے سوالات اور ''رد'' کی وہ صورت بھی جس میں بیوی یا شوہر نہ ہوں اُسی ایک قاعدے سے حل ہو جاتے ہیں۔ مختصر یہ کہ قاعدوں کی بھرمار کو ختم کر دیا گیا ہے۔

تمام اصول مثالوں کے ذریعہ واضح کیے گئے ہیں اور پورے مضمون میں سو سے زیادہ حل شدہ مثالیں دے کر بہت سی ممکنہ صورتوں میں رہنمائی کر دی گئی ہے۔ مثالوں کے حل فقہ حنفی کے مطابق دیے گئے ہیں لیکن جہاں کہیں امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے طریقوں میں اختلاف ہوا ہے اس کی نشان دہی بھی کر دی گئی ہے اور بعض مثالوں کے حل دونوں طریقوں سے دیے گئے ہیں۔ حتی الامکان ان مثالوں کے حل میں صحت کا خیال رکھا گیا ہے۔

ترکہ اور اس کے مصارف کی ترتیب

ترکہ:۔ کسی شخص کی وفات کے وقت اس کی تمام جائداد منقولہ اور غیر منقولہ نقد و جنس جو اس کی ملکیت میں شرعاً ہو خواہ سب اس کے قبضہ میں ہو یا دوسروں کے ذمّہ واجب الادا ہو اس میّت کا ترکہ کہلائے گی۔

مصارف کی ترتیب

(۱) **تجہیز و تکفین**۔ سب سے پہلے ترکہ میت کی تجہیز و تکفین پر صَرف کیا جائے خواہ کل ترکہ اس میں صرف ہو جائے۔ لیکن اعتدال ملحوظ رہے مثلاً کفن ایسے کپڑے کا دیا جائے جس قسم کا کپڑا متوفی اپنی حیات میں "عیدین" یا جمعہ وغیرہ میں استعمال کرتا تھا۔

(۲) **قرض کی ادائیگی**۔ تجہیز و تکفین سے جو بچے اس سے میّت کے وہ قرض ادا کیے جائیں جن کا تعلق حقوق العباد سے ہو۔ بندوں کے قرضے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ قرض جس کا میت نے بحالت صحت اقبال کیا ہو یا شہادت سے ثابت ہو دوسرا وہ قرض جس کا اقرار میت نے بحالت مرض کیا ہو۔ جو قرض بحالت مرض بھی شہادت سے ثابت ہو پہلی ہی قسم میں شمار ہوگا۔ ترکہ میں سے پہلی قسم کا قرض پہلے ادا کیا جائے گا۔ اور اگر کچھ باقی بچے تب دوسری قسم کا قرض بھی ادا کیا جائے اور اگر نہ بچے تو یہ قرض نہ ادا کیا جائے گا۔ قرض خواہ سے معاف کرانے کی درخواست کرنی چاہیے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ ورثا اس قرض کو اپنے مال میں سے ادا کرنے کی کوشش کریں۔

وہ قرض جو خداوند تعالیٰ کا میت کے ذمہ ہو مثلاً زکوٰۃ، نذر، کفارہ وغیرہ وہ ترکہ میں سے نہیں ادا ہوگا۔ البتہ اگر وصیت ہو تو اس پر عمل وصیت کے احکام کے تحت ہوگا۔

اگر ترکہ کی رقم قرض کی رقم سے کم ہو تو پھر تمام قرض خواہوں کو ان کے قرضہ کی رقوم کی نسبت سے حصہ ملے گا۔ مثلاً

اگر تجہیز و تکفین کے بعد ترکہ میں سے کل ۵۰۰ روپئے بچے اور دو قرضے صحت کے زمانے کے ۳۰۰ اور ۹۰۰ روپیہ کے ہوں تو پھر اس ۵۰۰ روپیہ کو ۱:۳ میں تقسیم کر کے پہلے شخص کو ۱۲۵ روپیہ اور دوسرے کو ۳۷۵ روپئے دیئے جائیں گے۔ باقی ان سے معاف کرانے کی کوشش کی جائے گی۔ قرض کے متعلق پیچیدہ فقہی مسائل فقہ کی کتابوں میں دیکھیے۔

(۳) **وصیت:۔** تجہیز و تکفین اور قرض ادا کرنے کے بعد جو کچھ ترکہ میں سے بچے اس سے میت کی وصیت پوری کی جائے گی۔ لیکن اس کے لیے یہ شرط ہے کہ:۔

(ل) وصیت تہائی سے زائد کی نہ ہو۔

(ب) وصیت کسی ایسے وارث کے لیے نہ ہو جس کو اس ترکہ میں سے از روئے قرآن و سنت حصہ ملنے والا ہو۔

(ج) وصیت کسی حرام کام کے لیے نہ ہو۔

اگر تہائی سے زیادہ کی وصیت ہو یا کسی شرعی وارث کے لیے ہو تو دیگر ورثاء کی رضامندی سے پوری کی جا سکتی ہے ورنہ نہیں۔ اگر ورثاء نہ راضی ہوں تو زائد وصیت کو کم کر کے تہائی کر دی جائے۔ مثلاً

اگر قرض ادا کرنے کے بعد ترکہ میں سے ۱۲۰۰ روپئے بچے ہوں اور وصیت ۵۰۰ روپئے کی ہو اور ورثاء رضامند نہ ہوں تو یہ وصیت گھٹا کر ۴۰۰ روپئے یعنی ۱۲۰۰ روپئے کا تہائی کر دی جائے گی۔ وصیت کے بارے میں بھی فقہی مباحث فقہ کی کتابوں میں دیکھنا چاہیئے۔

(۴) ورثاء میں تقسیم :- مندرجہ بالا مصارف کے بعد جو کچھ ترکہ میں سے بچے وہ میت کے وارثوں میں شریعت کے احکام کے مطابق تقسیم کرنا چاہیے۔

وارثوں کی قسمیں۔ ان کے حصے اور ترکہ تقسیم کرنے کے قاعدے آئندہ ابواب میں بتائے جائیں گے۔

(۵) بیت المال :- اگر کسی قسم کے وارث نہ ہوں تو ترکہ اسلامی حکومت کے بیت المال میں جانا چاہیے تاکہ عوام کے اوپر صرف ہو۔ لیکن اگر اسلامی حکومت اور شرعی بیت المال کا نظم کہیں موجود نہ ہو تو ایسی صورت میں اکثر علماء کا خیال یہ ہے کہ وہ مال اس میت کے ان غریب رشتہ داروں کو دے دیا جائے جو شرعاً وارث نہیں ہیں لیکن یاد رہے کہ ان کا غریب اور حاجت مند ہونا ضروری ہے ورنہ دوسرے فقراء میں تقسیم کر دیا جائے۔

چند حل شدہ سوالات

مثال (۱) کسی میت نے ۲۵۰۰ روپیہ ترکہ چھوڑا اس کی تجہیز و تکفین پر ۵۰ روپئے صرف ہوئے۔ اس پر دو آدمیوں کے قرض صحت کے ایام کے ۱۰۰۰ روپیہ اور ۱۴۵۰ روپئے اور مرض الموت کے زمانے کا ایک قرض ۲۵۰ روپیہ تھا۔ ہر قرض خواہ کو کتنا ملے گا؟

حل :- ۲۵۰۰ روپیہ میں سے ۵۰ روپیہ تجہیز و تکفین کا نکالا جائے گا۔

باقی = ۲۵۰۰ — ۵۰ = ۲۴۵۰ روپیہ

حالت صحت کے قرضوں کا مجموعہ = ۱۰۰۰ + ۱۴۵۰ = ۲۴۵۰ روپیہ

پس دونوں کو یہ پوری رقم دے دی جائے گی۔ اور حالت مرض کے قرض خواہ کو کچھ نہیں ملے گا۔

مثال (۲) ایک میت نے ۲۱۶۰ روپیہ ترکہ چھوڑا۔ اس کے ذمہ ۳۰۰ روپیہ دین مہر کا اور ۶۰ روپیہ زکوٰۃ کا باقی تھا۔ اس کی تجہیز و تکفین پر ۳۰ روپیہ صرف ہوا

اس نے اپنی سوتیلی ماں کے لیے ۸۰۰ روپیہ کی وصیت کی۔ بتاؤ اس کے وارثوں
میں تقسیم کرنے کے لیے کتنی رقم بچے گی۔

حل:۔ کل ترکہ = ۲۱۶۰ روپیہ اور مصارف تجہیز و تکفین = ۳۰ روپیہ

∴ باقی = ۲۱۶۰ − ۳۰ = ۲۱۳۰ روپیہ

دین مہر ادا کرنے کے بعد باقی رقم = ۲۱۳۰ − ۳۰۰ = ۱۸۳۰ روپیہ

زکوٰۃ کی رقم اس میں سے نہیں ادا کی جائے گی۔ کیونکہ یہ حق العباد نہیں ہے۔

۱۸۳۰ روپیہ کا $\frac{1}{3}$ سے وصیت پوری کی جائے گی

∴ سوتیلی ماں کا حصہ ۱۸۳۰ × $\frac{1}{3}$ = ۶۱۰ روپیہ

اب باقی وارثوں کے لیے = ۱۸۳۰ − ۶۱۰ = ۱۲۲۰ روپیہ

جواب ۱۲۲۰ روپیہ

مثال (۳) ایک شخص کے انتقال کے وقت اس کے کل ترکہ کی مالیت ۱۳۶۶۰ روپیہ تھی اس نے وصیت کی کہ ایک ایک ہزار روپئے اس کے دو پوتوں کو دیئے جائیں جو یتیم تھے اور اس وجہ سے ترکہ سے محروم تھے اور ۲۰۰۰ روپیہ اس کی سوتیلی ماں کو دیئے جائیں۔ اس پر دو آدمیوں کے قرض ۱۶۰۰ روپیہ اور ۱۲۰۰ روپیہ بھی واجب الادا تھے۔ اگر اس کی تجہیز و تکفین پر ۶۰ روپیہ خرچ ہوئے ہوں تو بتاؤ وارثوں کے لیے کتنا ترکہ بچے گا اور دیگر مدات میں کتنا کتنا خرچ کیا جائیگا۔

حل:۔ کل ترکہ = ۱۳۶۶۰ روپیہ اور مصارف تجہیز و تکفین = ۶۰ روپیہ

∴ باقی = ۱۳۶۶۰ − ۶۰ = ۱۳۶۰۰ روپیہ (اس میں سے قرض ادا کیا جائے گا)

قرض کی کل رقم = ۱۶۰۰ + ۱۲۰۰ = ۲۸۰۰ روپیہ

قرض ادا کرنے کے بعد باقی ترکہ = ۱۳۶۰۰ − ۲۸۰۰ = ۱۰۸۰۰ روپیہ

۱۰۸۰۰ × $\frac{1}{3}$ = ۳۶۰۰ روپیہ سے وصیت پوری کی جائے گی

وصیت میں دو پوتوں اور سوتیلی ماں کی رقوم ۱۰۰۰، ۱۰۰۰، ۲۰۰۰ ہیں۔

∴ ۳۶۰۰ روپیہ کی رقم ۱۰۰۰ : ۱۰۰۰ : ۲۰۰۰ یعنی ۱ : ۱ : ۲ میں تقسیم ہو گی

نسبتوں کے حساب سے حصوں کا مجموعہ = ۱ + ۱ + ۲ = ۴

اس لیے پوتے کا حصہ = ۳۶۰۰ کا $\frac{1}{4}$ = ۹۰۰ روپیہ۔ یہی دوسرے پوتے کا بھی ہے

سوتیلی ماں کا حصہ = ۳۶۰۰ کا $\frac{2}{4}$ = ۱۸۰۰ روپیہ

اب تک کل خرچ = ۶۰ + ۲۸۰۰ + ۹۰۰ + ۹۰۰ + ۱۸۰۰ = ۶۴۶۰ روپیہ

باقی ترکہ جو وارثوں کے لیے بچے گا = ۱۳۶۶۰ − ۶۴۶۰ = ۷۲۰۰ روپیہ

مد وار مصارف یہ ہوئے :- (۱) تجہیز و تکفین ۶۰ روپیہ (۲) قرض ۲۸۰۰ روپیہ
(۳) وصیت ۳۶۰۰ روپیہ[۱] (۴) وارثوں کا حصہ ۷۲۰۰ روپیہ۔

مثال (۴) ایک میت نے دو ہزار روپئے ترکہ میں چھوڑے اس کے ذمہ ۵۰ روپیہ زکوٰۃ کے ۶۰۰ روپیہ دین مہر کے ۳۰۰ روپیہ اصغر کے ۱۲۰۰ روپیہ محمود کے اور ۹۰۰ روپیہ خالد کے قرض ہیں۔ بتاؤ ترکہ میں سے ہر ایک کو کتنا کتنا ملے گا۔

حل :- کل قرض ترکہ سے زیادہ ہے۔ اس لیے قرض خواہوں کو متناسب حصہ ملے گا۔ اور زکوٰۃ ادا نہیں کی جائے گی کیونکہ یہ حقوق العباد نہیں ہے۔

باقی قرضوں کا مجموعہ = ۶۰۰ + ۳۰۰ + ۱۲۰۰ + ۹۰۰ = ۳۰۰۰ روپیہ

اور کل ترکہ = ۲۰۰۰ روپیہ۔ اس لیے ہر قرض خواہ کو $\frac{2000}{3000}$ یا $\frac{2}{3}$ حصہ ملے گا۔

∴ دین مہر = ۶۰۰ × $\frac{2}{3}$ = ۴۰۰ روپیہ۔ اصغر کو ملے گا ۳۰۰ × $\frac{2}{3}$ = ۲۰۰ روپیہ

محمود کا حصہ = ۱۲۰۰ × $\frac{2}{3}$ = ۸۰۰ روپیہ اور خالد کا حصہ = ۹۰۰ × $\frac{2}{3}$ = ۶۰۰ روپیہ

مثال نمبر ۵۔ ایک میت نے ۱۶۱۲۵ روپیہ ترکہ چھوڑا۔ ۱۷۵ روپئے تجہیز و تکفین پر خرچ ہوئے دین مہر ۱۴۰۰۰ روپئے واجب الادا ہے اور میت نے وصیت کی کہ ۱۰۰۰ روپئے دو یتیم پوتیوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ بتاؤ وارثوں کے لیے کتنا ترکہ بچے گا اور پوتیوں کو کتنا ملے گا۔

حل :- سب سے پہلے ۱۶۱۲۵ روپیہ میں سے تجہیز و تکفین کے مصارف نکالے جائیں گے

∴ باقی ترکہ = ۱۶۱۲۵ - ۱۷۵ = ۱۵۹۵۰ روپئے

پھر دین مہر بھی چونکہ قرض ہے یہ رقم ادا کی جائے گی

∴ باقی = ۱۵۹۵۰ - ۱۴۰۰۰ = ۱۹۵۰ روپیہ

وصیت میں ⅓ کی اجازت ہے اس لیے پوتیوں کا حصہ = ۱۹۵۰ × ⅓ = ۶۵۰ روپئے

باقی ترکہ جو وارثوں کو ملے گا = ۱۹۵۰ - ۶۵۰ = ۱۳۰۰ روپے

یعنی وارثوں کو ۱۳۰۰ روپئے ملیں گے اور پوتیوں کو ۶۵۰ روپئے۔

جاری ہے

مبارکباد

علمی و تحقیقی مجلّہ فقہ اسلامی کی اشاعت پر مجلس ادارت کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

جامعہ باب القرآن نزد قبرستان، عیسیٰ نگری، سر شاہ محمد سلیمان روڈ کراچی

نوشادی شدہ جوڑوں کیلئے خوشخبری

علامہ محمد اشرف الحامدی کی کتاب تحفۃ النکاح

مفت حاصل کریں، اور ضرور مطالعہ کریں۔

مجلسِ تفہیم دین نوری مسجد علی آباد بلاک ۳۔ الف بی ایریا کراچی

مجلّہ فقہ اسلامی اور جناب ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب کی تالیفات کے لیے

لاهور میں

مدیر معاون مجلّہ فقہ اسلامی

علامہ غلام نصیر الدین نصیر صاحب جامعہ نعیمیہ گڑھی شاہو لاہور میں رابطہ کریں۔